سلسلہ دَورِ نبُوّت کے بچّے 1

محمد ﷺ

باغِ نبوّت کا پھول

1

لا أدب لمن لا عقل له
ولا مودة لمن لا همة له
ولا حياء لمن لا دين له
ورأس العقل معاشرة الناس
وبالعقل تدرك الداران جميعًا

اشفاق احمد خاں

باغِ نبوّت کا پھول

حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

اشفاق احمد خاں

ⓒ مكتبة دار السلام، ١٤٢٥ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
خان، اشفاق احمد
سيرة حسن بن علي ﷺ - بالاردية. / اشفاق احمد خان - الرياض، ١٤٢٥ هـ
ص: ٣٢ مقاس: ١٤×٢١ سم
ردمك: ٠-٩٥-٨٩٩-٩٩٦٠
١ - الحسن بن علي بن ابي طالب، أ- العنوان
ديوي: ٢٣٩,٨ ١٤٢٥/٣٨٧٠

رقم الإيداع: ١٤٢٥/٣٨٧٠
ردمك: ٠-٩٥-٨٩٩-٩٩٦٠

نام کتاب: باغ نبوت کا پھول ① مصنف: اشفاق احمد خاں

منتظم: عبدالمالک مجاہد

مجلس تعلیم: حافظ عبدالعظیم اسد (منیجر دارالسلام لاہور) محمد طارق شاہد (انچارج شعبہ ادب الاطفال والشباب)
مجلس ادارت: ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر اشتیاق احمد عرفان جمیل
اشفاق احمد خاں محمد امین ثاقب قاری طارق جاوید
ڈرائنگ اینڈ السٹریشن: زاہد عظیم چودھری (آرٹ ڈائریکٹر)
معاونین: ضیاء الرحمٰن عمر فاروق احسن محمود خطاط: اکرام الحق

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب
فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
Website: http://www.dar-us-salam.com E-mail: riyadh@dar-us-salam.com

❶ طریق مکہ۔ العلیا۔ الریاض فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 ❶ جدہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270
❶ شارع الاربعین۔ الملز۔ الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221 ❶ الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551
❶ مدینہ منورہ فون و فیکس: 815121 4 00966

شارجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624 لندن فون: 5202666 208 0044 فیکس: 5217645 208
امریکہ ❶ ہوسٹن فون: 7220419 713 001 فیکس: 7220431 ❶ نیویارک فون: 6255925 718 001 فیکس: 6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

❶ 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
Website: http://www.dar-us-salam.com E-mail: lahore@dar-us-salam.com
❷ غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703 ❸ اردو بازار گوجرانوالا فون: 741613 فیکس: 741614
❹ موٹن مارکیٹ اقبال ٹاؤن۔ لاہور فون: 7846714

پیش لفظ

انسان کو اپنی زندگی پر مکمل اختیار ہوتا ہے۔ اُسے کس انداز میں اور کس طرح سے گزارنا ہے' اِس کا فیصلہ اُس کے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ عام طور پر ہماری پوری زندگی اپنے حقوق پانے کی جدوجہد میں گزر جاتی ہے۔ اپنا حق پانے کے لیے ہم ہر جتن کرتے ہیں لیکن حقوق کی جنگ لڑتے لڑتے ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمارے کچھ فرائض بھی ہیں۔ اپنی ذات سے متعلق افراد کے فرائض اکثر ہماری نگاہوں سے اوجھل رہتے ہیں لیکن ہماری اس کہانی ''باغِ نبوت کا پھول'' کا کردار بہت عظیم اور بہت عالی مرتبہ نوجوان ہے۔

اُسے اللہ تعالیٰ نے بہت خوبرو، حسین اور پروقار شخصیت کا مالک بنایا تھا۔ اُس نے دوسروں کی ذات کے حوالے سے ہمیشہ فرائض ادا کرنے کو ترجیح دی۔ وہ پرہیزگاری اور زہد وتقویٰ کی بہترین مثال تھے۔ فصاحت و بلاغت کی خوبی اُن کی شخصیت کی پہچان تھی۔ وہ بہت بردبار اور نرم مزاج تھے۔ اپنے اوپر ہونے والے ظلم و زیادتی کو انھوں نے ہمیشہ تحمل سے برداشت کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ جو لوگ انھیں تکلیف پہنچاتے ہیں' اس کا سبب اُن کی جہالت ہے۔ اسی لیے وہ اُن سے درگزر فرماتے تھے۔

اُن کے والد کی وفات کے بعد لوگوں نے اُنھیں خلافت کی ذمہ داری کا اہل جانا کیونکہ اُن کے نزدیک وہ بہترین اوصاف اور قابلِ تعریف اخلاق کے مالک تھے۔ ہمیشہ حق پر ثابت قدم رہتے تھے۔ سخاوت اور بہادری آپ کی شان

تھی۔ بردباری اور صبر آپ کی پہچان تھی۔ لوگوں نے آپ کی بیعت کی اور آپ تقریباً سات ماہ خلافت کے عہدے پر فائز رہے پھر اس عہدے پر تنازع اُٹھ کھڑا ہونے سے انھیں سخت کوفت ہوئی۔ چنانچہ حق دار ہونے کے باوجود وہ خلافت سے دست بردار ہو گئے، صرف اور صرف اس لیے کہ مسلمانوں کو آپس کی خون ریزی سے بچایا جائے۔ اس طرح انھوں نے اپنے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ کی وہ پیش گوئی درست فرما دی، جس کے الفاظ کچھ یوں تھے:

''اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔''

رواداری، برداشت اور تحمل کا یہ مظاہرہ اُن کی عظمت کی نشان دہی کرتا تھا۔

اس کا سبب شاید یہی تھا کہ وہ نبوت کے باغ میں کھلنے والے خوشبودار پھول تھے انھیں نبیِ کریم ﷺ کے لعاب دہن کی گھٹی ملی تھی۔

''باغ نبوت کا پھول'' اپنے اندر ہر پڑھنے والے کے لیے بہت سے اسباق لیے ہوئے ہے۔ پڑھیے اور دیکھئے کہ وہ لوگ کیا ہوتے ہیں جن پر دنیا فخر کرتی ہے۔

والسلام

عبدالمالک مجاہد
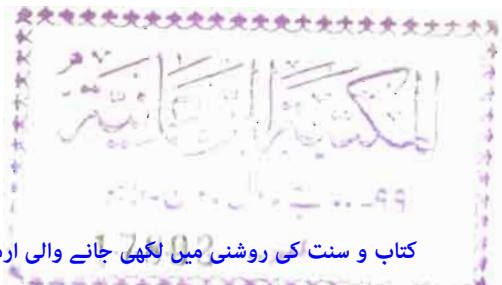
کچھ منظر دل و نگاہ میں بس کر رہ جاتے ہیں، اُن میں اتنی قوت‘ اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ اپنے کرداروں کا مکمل تعارف بن جاتے ہیں۔

وہ بھی کچھ ایسا ہی منظر تھا:

لوگ عبادت میں مصروف تھے۔ ہر کسی کا اپنا اپنا انداز تھا۔ ایک انتہائی خوبصورت اور وجیہہ نوجوان بہت خاموشی کے ساتھ اپنے رب کے حضور سر جھکائے عبادت میں مصروف تھا۔ اچانک اُس خوبصورت نوجوان کا انہماک ٹوٹ گیا۔ اُس نے چونک کر دیکھا تو اپنے پہلو میں ایک آدمی کو گریہ کرتے ہوئے پایا۔ پہلے تو اُسے اس بات کی سمجھ ہی نہ آئی کہ اُس کی آہ وزاری کا سبب کیا ہے، ویسے بھی روتے ہوئے آدمی کی بات کم ہی سمجھ

میں آتی ہے۔

چند لمحے غور کے بعد بات سمجھ میں آ گئی، وہ بھی اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کر رہا تھا گڑگڑا کر دعا مانگ رہا تھا۔

''میرے اللہ! مجھے دس ہزار درہم کا مالک بنا دے!''

وہ خوبصورت نوجوان، اُس آدمی کی اس بات کو سن کر حیرت میں مبتلا ہو گیا۔ اس طرح کسی کو اتنی زیادہ رقم اور اس انداز میں مانگتے کب دیکھا تھا! لیکن وہ آدمی اپنے اردگرد کے ماحول سے بے نیاز بس یہی رٹ لگائے ہوئے تھا کہ میرے مالک، مجھے دس ہزار درہم کا مالک بنا دے!

اُس آدمی کی دعا کا انداز دیکھ کر، وہ نوجوان اپنے گھر گیا اور دس ہزار درہم اُسے بھجوا دیے۔

آیئے! اب دوسرا منظر دیکھیں:

اس کا کردار بھی وہی خوبصورت نوجوان ہے۔ ایک باغ کے پاس سے گزرتے ہوئے اس کے قدم ٹھٹھک گئے۔ بڑا عجیب منظر نگاہوں کے سامنے تھا۔ ایک حبشی غلام زمین پر بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ اُس کے ساتھ ہی ایک کتا بھی بیٹھا تھا۔ غلام ایک لقمہ خود کھاتا اور دوسرا لقمہ اُس کتے کے منہ میں ڈالتا تھا۔

اُس خوبصورت اور حسین نوجوان نے قدم اُس غلام کی طرف بڑھا دیے۔ قریب جا کر اُس سے کہا:

''اے غلام! یہ کیا ماجرا ہے؟ تمہیں اس کام پر کس نے اُبھارا ہے؟''

غلام مسکرایا اور بولا:

''مجھے اس بات سے بہت حیا آتی ہے کہ میں خود کھاؤں اور اِسے نہ کھلاؤں۔'' وہ حسین نوجوان یہ بات سن کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر اُس غلام سے کہا:

''تم یہیں ٹھہر کر میرا انتظار کرنا، میں ابھی آتا ہوں۔''

اتنا کہہ کر وہ وجیہہ نوجوان اُس غلام کے آقا کے پاس گیا اور اس غلام کو اس باغ سمیت خرید لیا جس میں وہ موجود تھا۔ پھر واپس اُس غلام

کے پاس پہنچا۔ غلام وہیں اُس کا انتظار کر رہا تھا۔ اُس خوبصورت نوجوان نے کہا:

''میں نے تمھیں اور اس باغ کو خرید لیا ہے۔''

غلام نے حیرت سے اُس وجیہہ نوجوان کو دیکھا جو کہہ رہا تھا:

''آج سے تم آزاد ہو اور یہ باغ تمہارا ہے۔''

ان دو مناظر کو آپ نے دیکھا۔ کیسے لگے آپ کو، اب یقیناً آپ کا دل اُس حسین اور وجیہہ نوجوان کا نام جاننے کے لیے بے تاب ہو گا۔ تو سنیے:

یہ وہ نوجوان تھے جو:

بات کرتے تو بہت حسین بات کرتے۔

خاموش ہوتے تو خاموشی میں بھی دلکشی ہوتی۔

کسی کو کچھ عنایت کرتے تو خوب عطا کرتے۔

جواب دیتے تو بہت شاندار جواب دیتے۔

کسی کے ہم نشین ہوتے تو زندگی کو حسین بنا دیتے۔

کسی کی جہالت پر بہترین درگزر کرتے۔

یقیناً آپ ان خوبیوں کے حامل انسان کے متعلق جاننا چاہیں گے۔

ان اوصاف کے مالک وہ ہیں جن کے نانا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

جن کی والدہ تمام جنتی عورتوں کی سردار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

جن کے والد بہادری اور فصاحت و بلاغت کے حامل سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ گراں قدر خوبیاں اور اوصاف اُس عظیم نوجوان کی ہیں جن کا نام سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ہے۔

آپ کا نام حسن اور کنیت ابو محمد تھی۔ آپ کی یہ کنیت آپ کے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔ اگرچہ محمد نام کا کوئی بیٹا آپ کا نہ تھا۔

حسن..... آج ہم سب کے لیے بہت معروف، جانا پہچانا اور شاید عام سا نام ہے لیکن جب اُن کا نام رکھا گیا، اُس دور میں ایسے نام رکھنے کا رواج نہیں تھا۔ سب کو عجیب لگا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نام کو سب کے دلوں میں محبوب بنا دیا۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پرورش پائی۔ اسی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ غزوہ خیبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کل میں ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔''

تمام صحابہ کرام اس سعادت کو پانے کے لیے پر اُمید اور بے چین تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اس دن کے سوا میں نے امارت کو کبھی پسند نہیں کیا۔''

چنانچہ اگلے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''علی کو میرے پاس بلاؤ۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور جھنڈا اُن کو عطا ہوا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بہادری میں یکتا تھے۔ آپ نے جسے بھی مقابلے کے لیے للکارا، اُسے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے محبوب بیٹی تھیں۔ انتہائی پرہیزگار اور متقی، طبیعت میں نفاست اور گفتگو میں صداقت کے جوہر نمایاں تھے۔ اور کیوں نہ ہوتے! بچپن ہی سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کی حالت میں پروان چڑھیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لائیں اور رسالت کے ابتدائی اور کٹھن دور میں آپ کی مدد اور غم خواری کی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''فاطمہ کائنات کی تمام جنتی عورتوں کی سردار ہے۔''

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

''فاطمہ میری لختِ جگر ہے۔ جو چیز اُسے بے چین کر دے وہ مجھے پریشان کرتی ہے اور جو اُسے تکلیف دے وہ مجھے تکلیف دیتی ہے۔''

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے تقویٰ، نرم مزاج اور زہد کی وجہ سے نہ صرف اللہ کے پیارے رسول ﷺ کو عزیز تھیں بلکہ اس مقام پر فائز ہو چکی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی انہیں ایک قربِ خاص حاصل تھا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گلشن میں یہ پھول سن تین ہجری میں کِھلا۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوئے تو رمضان کا مقدس مہینہ تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ غزوہ بدر کے تقریباً ایک سال بعد شعبان 3ھ میں پیدا ہوئے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ وہ عظیم ہستی اور خوش قسمت انسان ہیں جن کا نام خود نبیٔ کریم ﷺ نے تجویز کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے اس کا نام حرب رکھا۔ نبیٔ کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: 'اپنا بیٹا مجھے دکھاؤ، کیا نام رکھا ہے تم نے اِس کا؟ میں نے کہا، حرب۔ آپ نے فرمایا: نہیں، اس کا نام حسن ہے۔ پھر جب حسین کی ولادت ہوئی تو میں نے اُس کا نام حرب رکھا۔

رسول اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور کہا: اپنا بیٹا مجھے دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے کہا: حرب۔ آپ نے فرمایا: نہیں، اس کا نام حسین ہے۔ پھر جب تیسرا بیٹا پیدا ہوا، آپ تشریف لائے اور فرمایا: اپنا بیٹا مجھے دکھاؤ، تم نے اِس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے کہا: حرب۔ آپ نے فرمایا: نہیں، اس کا نام مُحَسِّنْ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے ان کے نام ہارون علیہ السلام کی اولاد کے نام پر رکھے ہیں۔"

ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام یہ تھے: شَبَّرْ ، شَبِیْر ، مُشَبِّرْ۔

نبی ﷺ کو حسن رضی اللہ عنہ سے بہت محبت اور اُنس تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دی کہ وہ ایک خاص مقام اور فضیلت

والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

ابوبکرہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ دینے کے دوران سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آئے حتیٰ کہ منبر پر چڑھ گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک یہ میرا بیٹا سردار ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔''

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''یہ فرشتہ اس رات سے پہلے کبھی نہیں اُترا۔ اُس نے اپنے رب سے خاص طور پر اجازت طلب کی ہے کہ وہ مجھ پر سلام کہے۔ مجھے بشارت سنائے کہ یقیناً سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اکثر اپنے نانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کھیلا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے یوں کھیلنے سے بہت زیادہ لطف اندوز ہوتے تھے۔ کھیلتے وقت بچے جو شرارتیں کرتے ہیں، جس طرح ناز دکھاتے ہیں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بھی ویسے ہی کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے لطف اندوز ہو کر برداشت اور تحمل کا مظاہرہ بھی کرتے تھے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عشاء کی نماز میں ہم نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ تھے۔ جب آپ سجدے کے لیے سر جھکاتے تو سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما پشت پر چڑھ جاتے۔ جب آپ سجدے سے سر اُٹھاتے تو دونوں کو شفقت و پیار سے پکڑ کر زمین پر بٹھا دیتے۔ پھر جب دوبارہ سجدہ کرتے تو وہ دونوں پھر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر چڑھ جاتے۔ جب نماز مکمل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو اپنی رانوں پر بٹھا لیا۔ میں نے عرض کی:

''کیا میں انھیں ان کی ماں کے پاس لے جاؤں؟''

آسمان پر بجلی چمکی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے کہا: ''جاؤ اپنی والدہ کے پاس چلے جاؤ۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بجلی چمکتی رہی یہاں تک کہ وہ دونوں

اپنی والدہ کے پاس جا پہنچے۔

عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اُٹھائے ہوئے تشریف لائے۔ انھیں آگے بٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لیے اللہ اکبر کہا۔ دورانِ نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور اُسے لمبا کر دیا۔ عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سر اُٹھا کر دیکھا تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آپ کی پشت پر تھے۔ میں واپس سجدہ میں لوٹ گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! نماز کے درمیان آپ نے بہت لمبا سجدہ کیا، ہم نے سمجھا شاید کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے یا پھر آپ کی طرف وحی کی جا رہی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسی کوئی بات نہیں، بات دراصل یہ تھی کہ میرے بیٹے نے مجھے سواری بنا لیا، میں نے اُس کی خواہش پوری ہونے تک، جلدی کرنے کو ناپسند کیا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اکثر بوسہ دیتے اور اپنے کندھے پر اُٹھا لیتے۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے محبت کی

دعوت دی اور فرمایا:

''جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے وہ حسن سے بھی محبت کرے۔ جو لوگ حاضر ہیں وہ دوسرے لوگوں تک اس بات کو پہنچا دیں۔''

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ محبت ایک خاص معنی رکھتی تھی۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ خوبرو، حسین اور پروقار انسان تو تھے ہی لیکن اُس سے بھی بڑھ کر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سب سے زیادہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے۔

اسی بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب بھی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو اُن کے دل بے اختیار محبت سے لبریز ہو جاتے۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب لوگوں کی نظر آپ پر پڑتی تو انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیتے ہوئے دن یاد آ جاتے، اُن کے دلوں پر غم کا سایہ سا چھا جاتا اور اُن کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے، بعض لوگ تو بلند آواز سے رونے کے قریب ہو جاتے تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب بھی اُن کو دیکھتے تو اُن کی آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند روز بعد میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر باہر نکلا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی ہمارے ساتھ پہلو بہ پہلو چل رہے تھے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ وہیں بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ قریب سے گزرے تو انھوں نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی گردن پر اُٹھا لیا اور کہنے لگے:

''اللہ کی قسم! میرے ماں باپ قربان جائیں، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم صورت ہے، علی کے مشابہ نہیں ہے۔''

عقبہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسکرا رہے تھے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی فیاضی اور سخاوت کے مناظر ہم شروع میں پڑھ ہی چکے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ پرہیزگاری میں بھی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بہت

کمال رکھتے تھے۔ اُنھیں ہر وقت اللہ کی خوشنودی کی طلب رہتی تھی۔ آپ روزانہ رات کو سونے سے قبل سورۂ کہف پڑھا کرتے تھے۔ دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنا ان کے نزدیک عبادت تھی۔ ایک بار آپ اعتکاف میں تھے، ایک سائل نے آ کر سوال کیا تو اعتکاف کے دائرے سے نکل کر اس کی ضرورت کو پورا کیا اور پھر اعتکاف گاہ میں داخل ہو گئے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بہت بڑے زاہد تھے، کیوں نہ ہوتے کہ آپ کو بچپن ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت حاصل ہوئی۔ ابو الحوراء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے عرض کی

''آپ کو رسول اللہ ﷺ سے کیا یاد ہے (یعنی کیا بات یاد ہے؟)
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے یاد ہے کہ میں نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور پکڑ کر منہ میں ڈال لی تو آپ ﷺ نے اُس کھجور کو میرے منہ سے نکال کر واپس صدقہ کی کھجوروں میں رکھ دیا۔'' عرض کی گئی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کھجور سے حسن رضی اللہ عنہ پر کیا (حرج) تھا؟ یعنی اگر وہ کھا بھی لیتے تو کیا حرج تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہم آل محمد (ﷺ) کو صدقہ کھانا حلال نہیں ہے۔''

ایک شخص نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے رب کے حضور رقت آمیز لہجے میں سرگوشی کرتے سنا تو اس نے آپ سے کہا:

''کیا آپ اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں؟ حالانکہ آپ کے پاس تو نجات کے راستے موجود ہیں، آپ رسول اللہ ﷺ کے نواسے ہیں آپ اس قابل ہیں کہ نبی ﷺ آپ کی شفاعت کریں اور پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔''

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جہاں تک میرا رسول اللہ ﷺ کے نواسہ ہونے کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب صور پھونکا جائے گا تو لوگوں کے درمیان تعلقات (رشتے ناتے) نہیں رہیں گے۔ رہی شفاعت

کی بات، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اُس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔ اور رہا رحمت کا معاملہ! تو اللہ نے فرمایا ہے میں عنقریب یہ رحمت متقی لوگوں کے لیے لکھ دوں گا۔''

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بہت پاکیزہ زبان کے مالک تھے، اُن کی زبان سے کبھی کوئی برا یا سخت کلمہ ادا نہیں ہوا۔ عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرے ہاں بات کرنے کے اعتبار سے حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب ترین کوئی نہیں، اُن کا خاموش نہ ہونا مجھے پسند ہے۔ میں نے آپ سے کبھی کوئی غیر اخلاقی کلمہ نہیں سنا۔ البتہ ایک مرتبہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان ایک زمین کے متعلق کچھ جھگڑا ہوا۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کچھ عرض

کیا جس پر عمرو رحمۃ اللہ علیہ، راضی نہیں تھے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے پاس اس کے لیے، اس چیز کے علاوہ کچھ نہیں جو اس کی ناک خاک آلود کر دے (یعنی اگر آپ یہ بات تسلیم نہیں کرتے، تو یہ بات آپ کو خوار کر سکتی ہے) عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ کلمہ سخت ترین تھا جو میں نے آپ سے سنا۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے فصاحت و بلاغت کی خوبیوں سے نوازا تھا، ان خوبیوں کا اندازہ آپ کے ان اقوال سے لگایا جا سکتا ہے۔

- آپ سے دریافت کیا گیا: غنیمت کیا ہے؟
  آپ نے جواب میں فرمایا: تقویٰ میں رغبت اور دنیا میں زہد، یہی غنیمت ہے۔
- حلم کے بارے میں دریافت کیا گیا تو جواب ملا۔
  غصہ روک لینا اور نفس پر کنٹرول کرنا حلم ہے۔
- بیوقوفی کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا:
  گھٹیا پن کی پیروی کرنا اور گمراہوں کی صحبت اختیار کرنا بیوقوفی ہے۔
- دریافت کیا گیا کہ غفلت کیا ہے؟ جواب ملا۔

مسجد کو ترک کر دینا اور کسی فسادی کی اطاعت کرنا غفلت ہے۔

 بخل کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:
جو تیرے ہاتھوں میں ہو اُسے عزت سمجھے، اور جو خرچ کرے اُسے قرض خیال کرے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

 جو بے عقل ہو اُس کا ادب نہیں۔
 بے ہمت شخص کو محبت نہیں ہوتی۔
 بے دین کی حیا نہیں ہوتی۔
 عقل کی بنیاد لوگوں سے مل کر زندگی گزارنا ہے۔

- عقل سے دارین (دنیا و آخرت) کو اکٹھے پایا جا سکتا ہے۔

اسی طرح انھوں نے فرمایا:

- اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے باز آ جاؤ، تم عبادت گزار بن جاؤ گے۔
- اپنے حق میں اللہ کی تقسیم پر خوش ہو جاؤ، تو تونگر (خوشحال) ہو جاؤ گے۔
- اپنے ہمسائے سے بھلائی کرو، تم (سچے) مسلمان بن جاؤ گے۔
- لوگوں کا اس طرح ساتھ دو، جیسا تم اپنے ساتھ لوگوں کا رویہ پسند کرتے ہو، عادل بن جاؤ گے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کی ہلاکت تین چیزوں میں ہے۔ تکبر، لالچ اور حسد۔ تکبر میں ہلاکت ہے، اسی تکبر کی وجہ سے شیطان لعنتی ٹھہرا۔ اور لالچ، نفس کا دشمن ہے، اسی لالچ کی بنا پر آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے۔ اور حسد برائی کا جاسوس ہے، اسی حسد کی وجہ سے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی ایسے حکمت بھرے اقوال کی عکاسی کرتی ہے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ، بہت بردبار اور نرم مزاج کے مالک تھے۔ وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کے لیے بہت حلیم تھے۔ جو اپنی جہالت سے انھیں تکلیف پہنچاتے تھے، وہ اُن سے درگزر کرتے۔ اسی نرمی اور درگزر کی بنا پر آپ لڑائی جھگڑے سے گریز کرتے تھے۔

جب رمضان المبارک 40ھ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مسجد میں شہید کر دیا گیا تو لوگوں کی نگاہیں خلافت کے لیے آپ کی طرف اُٹھیں کیونکہ آپ کے عادات و اخلاق قابل تعریف تھے۔ آپ ہمیشہ حق پر ثابت قدم رہتے تھے۔ سخاوت اور بہادری آپ کی شان تھی، بردباری اور صبر آپ کی پہچان تھی۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو خلیفہ چننے پر متفق ہو گئے تو

لوگوں نے آپ کی بیعت کرنا شروع کی۔ تقریباً چالیس ہزار سے زائد لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔ آپ تقریباً سات ماہ عراق، خراسان، حجاز اور یمن کے علاقوں میں خلیفہ رہے۔

اُدھر ملک شام میں امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی بیعت کی گئی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے بڑھ کر فتنہ و فساد کو ناپسند کرتے ہیں۔ چنانچہ اُنھوں نے خط کتابت کے ذریعے اُن سے رابطہ قائم رکھا اور باہمی تعلقات کو بہتر بنایا۔ اور اُن سے یہ وعدہ کیا کہ اگر اُنھیں (معاویہ رضی اللہ عنہ کو) کوئی حادثہ پیش آ گیا اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ زندہ ہوئے، تو وہ خلافت کی ذمہ داری ان کے سپرد کر دیں گے۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلافت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو دینے کا وعدہ کر لیا۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں نے ایک رائے قائم کی ہے، میں پسند کرتا ہوں کہ تم اس میں میری پیروی کرو۔''

میں نے کہا: ''وہ رائے کیا ہے؟''

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کہا ''میرا خیال ہے' میں مدینہ کا قصد کروں (مدینہ

کا رُخ کروں) اور وہاں قیام کروں اور خلافت والا معاملہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے چھوڑ دوں۔ کیونکہ یہ فتنہ طول پکڑ گیا ہے۔ خون ریزی بھی ہو چکی ہے اور راستے بھی منقطع ہو چکے ہیں۔''

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے کہا:

''اللہ تعالیٰ آپ کو اُمتِ محمدیہ کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے!''

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اُن کی وجہ سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما خلافت کے حق دار ہونے کے باوجود معاویہ رضی اللہ عنہ

کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ صرف اور صرف اس لیے کہ مسلمانوں کو آپس کی خون ریزی سے بچایا جائے۔

خلافت سے دستبردار ہونے کے بعد لوگوں کو اکٹھا کر کے حسن رضی اللہ عنہ نے حکمت و دانائی سے بھرپور خطاب فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے پہلے والوں کے ذریعے سے تم کو ہدایت دی اور بعد والوں کے ذریعے تمہاری خونریزی بند کرائی۔ سنو! دانائیوں میں سے بہترین دانائی تقویٰ ہے۔ اور شکستوں میں سب سے بری شکست بداعمالی ہے۔ اور یہ خلافت کا معاملہ جس کا میرے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف تھا، یا تو وہ اُس کے مجھ سے زیادہ حق دار ہیں یا یہ میرا حق ہے جسے میں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی، اُمت محمدیہ کی بہتری اور تمہارے درمیان خونریزی بند کرنے کی خاطر چھوڑا ہے'' یہ سن 40 ہجری کی بات ہے۔

صلح والا یہ سال مسلمانوں میں ''عام الجماعة'' کے نام سے مشہور ہے کیونکہ مسلمانوں کا تفرقہ مٹ گیا اور وہ متحد ہو کر ایک جماعت بن گئے۔ اہل کوفہ میں سے بعض لوگوں نے صلح کرنے پر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو طعنے بھی دیے لیکن آپ نے ہر طعنے کو صبر سے برداشت کیا اور اپنی اس رائے پر قائم رہے جس میں اُمت کی صلاح و فلاح کے سوا کچھ پیش نظر نہ تھا۔

صلح کے بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ چلے گئے اور باقی عمر اپنے نانا کے شہر مدینہ منورہ میں بسر کر دی۔ وقت کا زیادہ تر حصہ عبادت الٰہی میں صرف ہوتا تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے حسن رضی اللہ عنہ کے حالات دریافت کیے تو اس نے کہا: ''فجر کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک مصلے پر رہتے ہیں۔ پھر ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے ہیں اور آنے جانے والوں سے ملتے ہیں۔ دن چڑھے چاشت کی نماز ادا کر کے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ اگر آپ مکہ معظّمہ میں ہوتے تو معمول یہ تھا کہ عصر کی نماز حرم کعبہ میں ادا کر کے طواف میں مشغول ہو جاتے۔
سن 15 ہجری سے آپ کے لیے پانچ ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر تھا۔

اس وقت آپ کی عمر 12 برس تھی۔ یہ وظیفہ 40 ہجری تک جاری رہا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کے بعد عہد نامے کے رو سے ''صوبہ اھواز'' کا خراج (ٹیکس) آپ کے سپرد کر دیا جاتا۔ اس خراج کی مقدار 10 لاکھ درہم سالانہ تھی۔

وفات سے قبل آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اُن کے گھر میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت طلب کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن کو اجازت دے دی لیکن مروان بن حکم اور بنو اُمیّہ میں سے اُن کے ساتھی آڑے آ گئے اور انھوں نے آپ کو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن کرنے سے روک دیا۔ آپ کے بھائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اُن لوگوں کے خلاف تلوار اُٹھانے کا ارادہ کیا لیکن سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ اُن کے بھائی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اُس معاملے میں خون بہانے سے روکا ہے۔ چنانچہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے لڑنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بقیع قبرستان میں دفن ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر سینتالیس سال تھی۔

آپ کی وفات پر آپ کے بھائی محمد بن علی کھڑے ہو کر کہنے لگے:

''اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے۔ یقیناً آپ کی زندگی کی عزت

آپ کی وفات سے زیادہ مضبوط ہو گئی ہے اور وہ روح بہت ہی خوب تھی جو آپ کے جسم کے ساتھ مل گئی تھی اور وہ جسم بہت ہی اچھا ہے جسے کفن نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ بھلا ایسا کیوں نہ ہو جب کہ آپ ہدایت کا جوہر، متقیوں کے دوست اور (اہل بیت پر مشتمل) چادر والوں میں سے پانچویں فرد ہیں۔ آپ کو حق والی ہتھیلیوں نے غذا کھلائی اور آپ نے اسلام کی گود میں تربیت پائی۔ اگرچہ آپ کی جدائی کی وجہ سے ہمارے دل خوش نہیں ہیں لیکن آپ کے لیے ہماری خیر و بھلائی میں قطعاً شک نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے لوگو! آج رسول اللہ ﷺ کے محبوب وفات پا گئے ہیں۔''

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے ابو محمد! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ یقیناً حق کے حمایتی تھے۔ آپ نبوت کی نسل سے ہیں اور حکمت و دانائی کا دودھ پینے والے ہیں۔ سو آپ اپنی روح کے ساتھ خوشبودار پودوں اور پرنعمت جنت کی طرف سدھاریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے لیے اجر و ثواب کو عظیم بنا دے۔''

★★★

باغ نبوّت کا پھول

دنیا فتنہ اور فساد میں مبتلا ہے

فرد سے لے کر اقوام تک

عام سے لے کر خاص تک

ہر فرد اپنے حق کا تحفظ چاہتا ہے

حق مانگتا ہے، نہیں ملتا تو چھین لیتا ہے

یہ اُن کا دستور ہے جنہیں دنیا سے پیار ہے

لیکن جنہیں آخرت کی فکر ہو، اپنی عاقبت کا احساس ہو

وہ حق چھیننا تو ایک طرف رہا، اپنا حق قربان کر دیتے ہیں

خاندانِ نبوت کا وہ شہزادہ حق پر تھا

لوگ اُن کے زہد و تقویٰ کے معترف تھے

اُن کے صبر، برداشت اور تحمل کو جانتے تھے

حق کے لیے ان کی ثابت قدمی کو مانتے تھے

لیکن فتنہ و فساد سے بچنے کے لیے

آپس میں خون بہانے سے بچنے کے لیے

اُنھوں نے اپنا حقِ حکومت قربان کر کے ایک مثال قائم کر دی۔